قرآن کریم میں ہر زمانہ کے مسائل کا حل رکھا گیا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍فروری ۱۹۸۰ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(یونس: ۸تا۱۱) ان آیات کا ترجمہ یہ ہے۔

جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور اس ورلی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس پر انہوں نے اطمینان پکڑ لیا ہے اور پھر جو لوگ ہمارے نشانوں کی طرف سے غافل ہو گئے۔ ان سب کا ٹھکانا ان کی کمائی کی وجہ سے یقیناً دوزخ کی آگ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے مناسبِ حال عمل کئے۔ انہیں ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے کامیابی کے راستہ کی طرف ہدایت دے گا اور آسائش والی جنتوں میں انہی کے تصرف کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان جنتوں میں خدا کے حضور ان کی

پکار یہ ہوگی۔ اے اللہ تو پاک ہے اور ان کی ایک دوسرے کے لئے دعا یہ ہوگی کہ تم پر ہمیشہ کے لئے سلامتی ہو اور سب سے آخر میں بلند آواز سے یہ کہیں گے کہ اللہ ہی سب تعریفوں کا مستحق ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ان آیات میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں ایسے انسان بھی بستے ہیں۔ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا جو ہمارے انعامات کی امید نہیں رکھتے ایسے انسان بھی بستے ہیں جو ہمارا خوف اور ہماری خشیت اپنے دلوں میں نہیں رکھتے۔ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا یہ فقرہ بہت سی باتیں بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے یعنی دہریہ جو ہیں وہ بھی خدا سے امیدیں نہیں رکھتے۔ جو لوگ خدا کا ایک مبہم سا تصور اپنے ذہنوں میں پاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اللہ ہے تو سہی لیکن اتنی عظیم ہستی! اس کو کیا ضرورت پڑی کہ ہم حقیر لوگوں سے ذاتی محبت کا تعلق رکھے۔ انگریزی میں اسے وہ کہتے ہیں امپرسنل گاڈ (Impersonal God) یعنی ایسا خدا جو ذاتی تعلق اپنی مخلوق سے نہیں رکھتا۔ اس کی طرف بھی الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا اشارہ کرتی ہے۔ پھر وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا مبہم سا تصور اپنے دماغ میں رکھتے ہیں لیکن سمجھتے ہیں کہ زندگی اسی دنیا کی زندگی ہے مریں گے سب کچھ ختم ہو جائے گا اخروی زندگی نہیں۔ اخروی زندگی کے ساتھ جن دو چیزوں کا تعلق ہے دوزخ اور جنت وہ بھی نہیں۔

اخروی زندگی کی جنتوں کے لئے جن اعمالِ صالحہ کی ضرورت ہے ان کے بجالانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ ہے ہی نہیں۔ اخروی دوزخ سے بچنے کے لئے جن بداعمالیوں سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے وہ بھی بے فائدہ ہے کیونکہ نہ اُخروی زندگی نہ اُخروی سے تعلق رکھنے والی کوئی جہنم الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا کا فقرہ ان سب قسم کے دماغوں پر حاوی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دماغ اس دنیا میں جو زندگی گذارتے ہیں اس کا نقشہ یہ ہے۔ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وہ دنیا پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے ان کے دل خالی ہوتے ہیں۔ دنیا ہی دنیا ہے۔ جھوٹ بول کے ملے لے لو۔ چوری کر کے ملے لے لو۔ ڈاکہ مار کے ملے لے لو۔ دھوکہ دے کے ملے فریب سے ملے لے لو۔ تول کم کر کے ملے لے لو۔ ملاوٹ چیزوں میں کر کے پیسے ملیں لے لو۔ دوسروں کی جیب کتر کے ملیں لے لو۔ پانی ملا دو اور وزن زیادہ

کردو کمالو دنیا۔روئی کے بنڈل بناؤ اس کے اندر اینٹیں ڈال دو کرلو۔ یہ دنیا ہے۔ رَضُوۡا بِالۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا دنیا پر اکتفا کر لیتے ہیں۔محبت الٰہی سے دل ان کا خالی ہوتا ہے اخروی زندگی کی نعمتوں کا کبھی خیال آ ہی نہیں سکتا۔ ضَلَّ سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا (الکھف:۱۰۵) ساری کوششیں اس ورلی زندگی کے اندر ہی گھومتی اور ضائع ہوجاتی ہیں۔ زمین کی طرف جھکتے ہیں وہ لیکن ان رفعتوں کی طرف ان کی پرواز نہیں جن رفعتوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنایا اور جن رفعتوں کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے ابنیاء کے ذریعہ سے ہدایت دی۔ جن کا پانا انسان کے لئے آسان کردیا کیونکہ اپنی سمجھ اور عقل کے ساتھ ان رفعتوں کے حصول کی راہیں اس پر روشن نہیں ہوسکتی تھیں۔ زمین کی طرف جھکتے ہیں ان رفعتوں میں پرواز کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول سے بے رغبتی برتتے ہیں۔ ساری کی ساری زندگی اس گندی دنیا، بے وفا دنیا کے لئے ہے۔

اور اس کے ساتھ اطۡمَاَنُّوۡا بِهَا تیسری بات یہ بتائی کہ یہ لوگ مطمئن بھی ہوجاتے ہیں یعنی دنیا کے حصول کے بعد کسی اور اس سے بہتر چیز کے حصول کی طرف ان کی توجہ پھر ہی نہیں سکتی۔مزید ترقیات کا خیال ان کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ دنیوی ترقیات کے علاوہ جو مزید ترقیات ہیں ان کا تو روحانی ترقیات سے تعلق ہے نا۔ان کو تو اللہ تعالیٰ کا پیار مل جانے کے ساتھ تعلق ہے نا۔ان کا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے ساتھ تعلق ہے نا۔ان کا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہوجانے کے ساتھ تعلق ہے نا۔ ان کا تو ان راہوں پر چلنے سے تعلق ہے جن راہوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم ہمیں نظر آئیں۔

ان کا تعلق تو اس خاتمہ پر ہے، خاتمہ بالخیر پر۔جس کی طرف قرآن کریم نے صراط مستقیم کے ذریعے ہدایت دی۔ان کا تعلق تو ان جنتوں سے ہے جن جنتوں کی وسعتِ زمانی ومکانی جن جنتوں کی وسعت اپنی نعماء کے لحاظ سے، جن جنتوں کی وسعت خدا تعالیٰ کے پیار کے لحاظ سے اتنی زیادہ ہے کہ دنیا اس کے مقابلے میں ایک حقیر ذرّے سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ وَ اطۡمَاَنُّوۡا بِهَا لیکن یہ لوگ بدقسمت دنیاوی زندگی پر اطمینان پکڑ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دنیوی زندگی کے علاوہ کچھ اور حاصل کیا ہی نہیں جاسکتا۔مزید ترقیات کا خیال وہ ترک کردیتے

ہیں۔ دنیا دار دنیا پر ٹھہر جاتا ہے۔ اطمینان پکڑ لیتا ہے۔ اس سے کہیں بہتر احسن ارفع ترقیات کو نظر انداز کر دیتا ہے اس کے لئے کوششیں ترک کر دیتا ہے۔

اور یہ جو رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ہے راضی ہو گیا یہ پورے کا پورا راضی ہو جاتا ہے۔ اس میں پھر کسی اور رضا کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہ وقتی نہیں ہے رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا بلکہ اپنے نزدیک وہ سب کچھ یہی سمجھتے ہیں اور اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

چوتھی بات یہاں یہ بتائی:- وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ۔ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا۔ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ اطْمَاَنُّوْا بِهَا کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی رحمت سے جو اپنی آیات نازل کیں اس معنی میں بھی کہ قرآن کریم میں تمام وہ آیات آ گئیں کہ جو تعلیم کے لحاظ سے شریعت کے لحاظ سے ہدایت کے لحاظ سے اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں اور اس لحاظ سے بھی کہ قرآن کریم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی ان آیات کے مشاہدے کرتا ہے کہ جو تعلیم میں نہیں بلکہ اس کائنات میں نشان، آسمانی نشان جو خدا تعالیٰ کی محبت ظاہر کرتے ہیں، وہ آسمانی نشان جو وہ اپنے بندوں کے لئے بطور مدد اور نصرت کے بھیجتا ہے، وہ آسمانی نشان جو ان لوگوں پر قہر کی تجلی کی صورت میں آسمان سے اترتے ہیں جو اس کے پیاروں کو ستانے والے ہیں، وہ آسمانی نشان جن سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی دنیا اور آسمان بھرپور اور معمور ہے اتنی کثرت سے نشان، اتنے عظیم نشان، ظاہری نشان، باطنی نشان، تعلیم کے لحاظ سے نشان، معجزات کے لحاظ سے نشان، خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے، ان سے غافل۔ یہ لازمی نتیجہ نکلا اس کا۔ اور اس غفلت کے نتیجہ میں نشان تو جھنجھوڑتے ہیں چاہے وہ انذاری نشان ہوں خواہ وہ تبشیری نشان ہوں خواہ وہ تعلیمی نشان ہوں خواہ وہ حسن ہو ہدایت اور شریعت کا خواہ وہ کمال ہو اصول شریعت کا خواہ وہ روشن راہ ہو جس کے اوپر چلنے کی ہمیں ہدایت دی گئی ہے خواہ وہ نور ہو جو خدا تعالیٰ کے بندوں کو ملتا اور ان کی راہنمائی کرتا ہے جب ہر چیز سے محروم ہو گئے اپنے پہ ہدایت کے دروازے بند کر لئے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ۔ لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ نشانات کے دیکھنے سے آنکھیں اندھی نشانات پڑھنے سے زبان بے حرکت، زبان حرکت کرتی ہے تو ہم پڑھتے ہیں نا۔ نشانات سننے سے کان

بہرا، نشانات سمجھنے سے دماغ میں فراست اور ذہانت کی بجائے حمق بھرا ہوا ہے۔نشانات کے اجتماعی اثر کو قبول نہ کرنا اس لئے کہ صحن سینہ نور نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بھرا ہوا نہیں بلکہ شیطانی ظلمات سے اندھیرا ہی اندھیرا ہے وہاں۔تو یہ ایک گروہ ہے جس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس کی اس آیت میں کھینچا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔

مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ گناہ کے بعد انہوں نے توبہ نہیں کی۔ پشیمان نہیں ہوئے اپنی غفلتوں پر بلکہ کسب کے معنی ہیں جمع کرنے کے بھی یعنی توبہ کا فقدان۔توبہ جو ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو توبہ کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جس سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوا۔تختی اس کی صاف ہو جاتی ہے لیکن یہاں یہ ہے کہ نہ پشیمانی، نہ احساس گناہ، نہ توبہ، نہ خدا سے مغفرت کا چاہنا۔گناہ پر گناہ جمع ہونا شروع ہو گیا۔کسبِ گناہ کیا۔عربی میں اسے ہم کسبِ گناہ کہیں گے اور جب گناہوں کا پلڑا بھاری ہو گیا نیکیوں سے۔ ہر گناہ گار بھی کوئی نہ کوئی نیکیاں بھی کر رہا ہوتا ہے اپنی زندگی میں، کتے کو روٹی دے دی۔ جہاں سو جھوٹ بولے وہاں پچاس ساٹھ سچ بھی بول دیئے لیکن یہاں يَكْسِبُوْنَ کسبِ گناہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کی نیکیاں کم وزن ان کے گناہ بڑے وزن والے۔توبہ انہوں نے کی نہیں۔ پشیمانی کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہی نہیں۔خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول نہیں کیا۔ساری زندگی ایک کے بعد دوسرا گناہ جمع ہوتا رہا۔اس لئے النَّارُ نارِ جہنم وہ ان کا ٹھکانہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے پیار سے اپنی روح میں جلا پیدا نہیں کر سکے اللہ تعالیٰ ان کے زنگ کو دور کرنے کے لئے جہنم میں انہیں پھینکے گا تا کہ سزا کے نتیجہ میں پھر ایک وقت ایسا آئے کہ جب وہ اتنی سزا بھگت لیں تو خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہاں کہ ان کے مقابلہ میں ایک اور گروہ بھی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا چونکہ یہاں اس کے مقابلے پر آیا ہے۔اس لئے ایمان کا اشارہ ان تمام باتوں کی طرف ہوگا جن کا ذکر پہلی آیت میں ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا جن کے متعلق کہا گیا تھا اس گروہ میں شامل نہیں ہوا۔ یہاں ایمان اس طرف بھی اشارہ کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کے اس کی معرفت حاصل کی اس کی ذات کی بھی اور اس کی

صفات کی بھی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اپنی ساری امیدیں اسی سے وابستہ رکھتے ہیں اور غیر اللہ کی طرف نگاہ نہیں رکھتے اور امید کا حقیقی مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھتے ہیں۔ اٰمَنُوْا وہ ایمان لاتے ہیں خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کو وہ سمجھتے ہیں اس کی کبریائی کے جلوے ان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان کے دل خشیت اللہ سے بھر جاتے ہیں اور لرزاں ترساں اپنی زندگیوں کے دن گزارنے والے ہیں۔

اور وہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر، وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ انسان ہیں غلطیاں ہوجاتی ہیں ان سے۔ مومن ہیں غلطی کرتے ہیں پشیمان ہوتے ہیں۔ پشیمان ہوتے ہیں اپنے رب کی طرف رجوع کرتے اور توبہ کرتے ہیں۔ اپنے غفور خدا سے مغفرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ایمان لاتے ہیں کہ توبہ کے نتیجہ میں گناہ جمع نہیں ہوا کرتے بلکہ تختی صاف ہوجاتی ہے اور نیکیوں کا پلہ بھاری ہوجاتا ہے۔

یہ وہ گروہ ہے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو نیک اور مناسب حال عمل کرتے ہیں۔ نیک عمل حقیقتاً وہ ہے جو قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق کیا جائے۔ قرآن کریم نے ہماری ساری زندگی کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز قرآن کریم تم سے محاسبہ کرے گا کہ چھ یا سات سو جتنے بھی احکام ہیں ان کے مطابق تم نے اپنی زندگیاں گزاریں یا نہیں قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کرنا ہر امر اور نہی کے مطابق زندگی گزارنا یہ نیک زندگی ہے یہ پاک زندگی ہے لیکن قرآن کریم صرف یہ نہیں کہتا کہ نیک بنو اس معنی میں کہ جو ہدایت تمہیں دی گئی ہے اس کے مطابق عمل کرو۔ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ نیک بھی بنو اور صاحبِ فراست بھی بنو اور نور بھی خدا تعالیٰ سے حاصل کرو تا کہ جہاں قرآن کریم کی ہدایت ہی دو راستے تمہارے سامنے کھولے اور تمہیں اختیار دے کہ جو مناسبِ حال راستہ ہے اس کو اختیار کرو تو تم واقعہ میں مناسبِ حال راستہ اختیار کرنے والے ہو۔ مثلاً کہا گیا کہ جو تیرا گناہ کرتا ہے اسے معاف بھی تو کرسکتا ہے بدلہ بھی تو لے سکتا ہے لیکن مناسبِ حال راہ کو اختیار کر اگر معافی سے اس کی اصلاح ہوسکتی ہے معاف کر دے۔ اگر انتقام سے اس کی اصلاح ہوسکتی ہے معاف نہ کر انتقام لے۔ بعض لوگ معافی دے کر گناہ کرتے ہیں۔ معافی دے کر گناہ گار کو گناہ میں

بڑھانے والے بن جاتے ہیں۔ معاف کر کے گناہ کرنے میں اس کے ممد اور معاون بن جاتے ہیں۔ بہت سے احکام ہیں جن پر مناسبِ حال ہونے کا حکم چسپاں ہوتا ہے اور اس کے مطابق ہمیں عمل کرنے کا حکم ہے۔

الصّٰلِحٰتِ میں جو مناسبِ حال ہے یعنی وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس میں جو مناسب کا مفہوم ہے اس سے ایک اور بات کا بھی ہمیں پتہ لگتا ہے اور وہ ایک اور چیز کی طرف اشارہ ہے قرآن کریم نے یہ اعلان کیا کہ میں کتاب مبین بھی ہوں اور کتاب مکنون بھی ہوں تعلیم کا جو پہلو زمانے کے لحاظ سے مناسبِ حال ہے۔ مراد ہے تعلیم تو اپنی جگہ قائم ہے اس میں تو کوئی تبدیلی اور تغیّر نہیں ہوسکتا جیسا کہ میں نے پچھلے جمعہ میں لاہور میں کھول کے بیان کیا تھا لیکن ایک ہی تعلیم ہے اس کے بہت سے پہلو نکلتے ہیں۔ کچھ پہلو وہ نکلتے ہیں جن سے بدلے ہوئے حالات میں قرآن کریم کی بنیادی تعلیم کا ایک پہلو اجاگر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے پاک بندوں مطہرین میں سے کسی کو چنتا اور اسے سمجھتا ہے کہ ہمارا جو یہ حکم ہے اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔ وہ مکنون کا حصہ جو ہے چھپی ہوئی چیز وہ ظاہر ہوجاتی ہے، وہ روشن ہو کے ہمارے سامنے آجاتی ہے پھر وہ مبین کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم کامل اور مکمل شریعت اس لئے بھی ہے کہ وہ مسائل جو نزول قرآن سے صدیوں بعد پیدا ہونے والے تھے ان مسائل کو بھی قرآن عظیم نے احسن رنگ میں بہترین رنگ میں حل کیا اور حل کیا اپنے ان بندوں کی وساطت سے جنہوں نے خدا کا پیار حاصل کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نتیجہ میں اور اللہ تعالیٰ خود ان کا معلم بنا اور اسرار قرآنی اس نے ان کو سکھائے اور اس زمانہ پر رحم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے اس زمانہ کے، جو بھی زمانہ تھا جو بھی صدی تھی، اس میں نئے مسائل جو ابھرے تھے ان کا قرآن کریم کی ہدایت کی روشنی میں حل انسان کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ جس معنی میں یہاں ایمان کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ لوگ جو اس معنی کے لحاظ سے ایمان کے ہر پہلو کے لحاظ سے مومن ہیں اللہ تعالیٰ کامیابی کی راہ پر انہیں آگے ہی آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے يَهْدِيْهِمْ یعنی یہاں یہ بات بتائی گئی ہے کہ انسان ایک وقت میں نیک کام کرنے والا، مناسبِ حال کام کرنے والا بھی ہے لیکن جو آج کے بعد بیس

سالہ اس نے زندگی گزاری کسی وقت میں وہ ٹھوکر بھی کھا سکتا ہے۔ یہ بھی اس کے ساتھ لگا ہوا ہے اس واسطے خدا تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر ہم اپنے بہتر خیر خاتمہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی یہاں بشارت دی کہ تم ایمان اور عمل صالحہ پر قائم رہو۔ خدا تعالیٰ تمہارا خاتمہ بالخیر کرنے کا سامان پیدا کردے گا۔ یَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تمہارا خاتمہ بالخیر ہوگا یعنی آخری سانس تک تم خدا تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں تھامے رکھو گے تم خدا کے اخلاق اپنے اخلاق پر چڑھا کے زندگی گزارنے والے ہوگے۔ تم فانی فی اللہ اور فانی فی محمدؐ کی حیثیت میں اپنے اپنے دائرۂ استعداد میں اپنی زندگیوں کے اوقات گزارنے والے ہوگے۔ تم پر خدا تعالیٰ یہ فضل کرے گا۔ اپنی کوشش سے انسان ایسا نہیں کرسکا۔

یہ جو عمل ہے اس میں مثلاً ہم کسی کو عمل صالح، کسی کو اس کا حق دیتے ہیں مال کے لحاظ سے کوئی ایسا طالب علم ہونہار آجاتا ہے جس کا ہم وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ اس کا حق خدا نے قائم کیا ہے۔ یہ بھی عمل صالح ہے اور خدا تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرنا اس کی کبریائی بیان کرنا اور اس کے جلال اور اس کی جو عظمت ہے اس کا ہر وقت اپنے ذہنوں میں تصور رکھنا اور دنیا کے سامنے اس کی عظمت وجلال کو پیش کرنا اس کے حسن کے جلووں سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرنا دعاؤں کے ذریعے۔ تو دعا بھی عمل میں شامل ہے۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے کامیاب ہونا ہو وہ تدبیر کو بھی اپنی انتہا تک پہنچائے جو ظاہری چیز ہے اور دعا کو بھی اپنی انتہا تک پہنچائے۔ جب دعا اور تدبیر دو مختلف چیزیں چلتی چلتی ایک نقطے پر اکٹھی ہوجاتی ہیں۔ نقطۂ کمال پر تب اللہ تعالیٰ فضل کرتا اور دعا کو قبول کرتا اور تدبیر میں اپنی رحمت سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ انسان یَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ اس ایمان میں دعا شامل ہے دعا بھی عمل صالح ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا اور سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا خدا تعالیٰ کی صفات کا ورد کرنا یہ سب دعاؤں میں شامل ہیں۔

تو جو شخص دعاؤں میں لگا رہتا ہے (ایمان میں وہ بھی ہے) اور دوسرے احکام بھی بجالاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا کرتا ہے کہ کامیابی کی راہ پر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو آگے ہی آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے اور ان کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے ساری عمر نیکی پر وہ قائم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے

فضل کے ساتھ یہ خاتمہ بالخیر یہ نویں بات بتائی اللہ تعالیٰ نے۔

دسویں یہ بتایا:- دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ زیادہ لمبی تفسیر کرنے کی بجائے مَیں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اس آیت سے ہمیں پتہ لگا، یہ بات بڑی اہم ہے مجھ سے بھی بہت دفعہ بہتوں نے سوال کیا کہ کیا جنت میں عمل نہیں ہوگا تو یہ بھی بعض لوگوں کے دماغ میں الجھن پیدا کرتا ہے بعض ناسمجھی سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں کوئی عمل نہیں ہے۔ اس دنیا میں ہے۔ ہمارا محاورہ بھی ہے کہ یہ عمل کی دنیا ہے۔ عمل عمل میں فرق ہے۔ ایک وہ عمل ہے جو امتحان کے طور پر ہوتا ہے یعنی ایک وہ عمل ہے جو مثلاً بی۔ اے کا ایک طالب علم کر رہا ہے۔ محنت کرتا ہے۔ بڑی محنت کرتا ہے راتوں کو جاگتا ہے، جو اچھے پڑھنے والے ترقی یافتہ اقوام میں ان کے نوجوان اتنی محنت کرتے ہیں کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ آکسفورڈ میں میں نے دیکھا کہ محنتی طالب علم اپنی کلاس کے علاوہ بارہ تیرہ گھنٹے روزانہ اتوار سمیت سات دن ہفتہ کے سارے دنوں میں بارہ تیرہ گھنٹے خود اپنے کمرے میں بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ یہ عمل ہے جس کے بعد وہ کسی نتیجہ یعنی امتحان میں یا فیل ہوگا یا پاس ہوگا یعنی ایسا عمل جس کے نتیجے میں فیل ہونا یا پاس ہونا لگا ہوا ہے۔ یہ جو ساری دنیا ہے ہماری جس کو ہم عمل کی دنیا کہتے ہیں اس کو ہم جزا کی دنیا بھی کہتے ہیں یعنی یہاں کے سارے اعمال ایسے ہیں جن کے نتیجے میں یا اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا یا اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوگا یا ہمارے اعمال مقبول ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرے گا۔ اپنی رحمت سے یا رد کر دیئے جائیں گے یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی جنتوں میں ہمیں داخل کرے گا مرنے کے بعد یا غضب کی آگ میں انسان کو جلنا پڑے گا۔ تو یہ ایسے اعمال ہیں جزا اور سزا جن سے متعلق ہیں۔

بعض ایسے اعمال ہیں جن کے ساتھ جزا اور سزا متعلق نہیں جنت معمور الاوقات ہے۔ نکما نہیں بیٹھے گا انسان۔ خدا کی جنتوں میں کام کرنا پڑے گا اور اس کی دو مثالیں اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دی ہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کرنا۔ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ اور وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بڑا عمل جنتیوں کا اللہ تعالیٰ کے پیار میں اس کی تسبیح اس کی تقدیس اس کی حمد کرنا یہ عمل ہوگا اور دوسرا انسانوں کے ساتھ تعلق

رکھنے والا عمل ہوگا اور وہ یہ ہوگا۔ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ان کے لئے دعائیں کرنا۔ یہ دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمتیں اور اس کے پیار کے جلوے پہلے سے زیادہ نازل ہوں تم پر ایک دوسرے کے لئے دعا کر رہے ہوں گے۔ یہ نہیں ہوگا کہ انسان مرنے کے بعد جس جنت میں جائے گا جب وہ وہاں سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے گا تو خدا تعالیٰ اس دنیا میں تو بعض انسانوں کو کہتا ہے کہ تم زبان سے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ رہے ہو مگر تمہارا عمل بتا رہا ہے کہ تم خدا تعالیٰ میں ہزار عیب بھی دیکھ رہے ہو حالانکہ خدا تعالیٰ میں تو کوئی عیب نہیں ہے۔ وہ تو ہر لحاظ سے ہر پہلو سے ہر جہت سے اوپر نیچے ظاہر و باطن ہر لحاظ سے پاک ہے پاکیزگی کا سر چشمہ ہے لیکن تم خدا تعالیٰ کو ایک ہی زبان سے رازق بھی کہہ رہے ہوتے ہو اور اسی زبان سے تم لوگوں سے مانگ بھی رہے ہوتے ہو۔ تم خدا تعالیٰ کو رازق سمجھتے ہوئے۔ رشوت دینے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہو لیکن اس قسم کا نقص اور خامی جنت کی دعاؤں میں نہیں ہوگی کہ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید بھی رد کر دی جاتی ہے بلکہ پاک زبانوں سے پاک خدا تعالیٰ کی پاک حمد کے ترانے نکلیں گے۔ جو خدا تعالیٰ کو پیارے لگیں گے اور اس کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جنتی ان اعمال مقبولہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے پیار کو پہلے دن سے زیادہ حاصل کرنے والے ہوں گے۔

تو وہاں عمل ہے لیکن یہ خطرہ نہیں کہ ناکام ہو جائیں گے۔ خطرات سے پاک عمل جنت میں بھی ہیں۔ دعائیں ہیں جس کی مثال یہاں دی گئی ہے۔

لیکن وہ لوگ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا کے دائرے کے اندر آتے ہیں وہ تو جس طرح پہلے میں بتا چکا ہوں ان کی کیفیت قرآن کریم نے کیا بیان کی ہے وہ تو اس نعمت سے بھی محروم ہوں گے نا۔ سزا بھگتیں گے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے ہر ایک کو بڑا سوچا ہے ایک لحظہ کا بھی خدائی قہر جو ہے وہ انسان برداشت نہیں کر سکتا لمبا عرصہ تو علیحدہ رہا۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی رحمت کے سایہ میں رکھے۔ اور اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے گروہ میں ہمیشہ شامل رکھے۔ اس گروہ سے ہمیشہ دور پرے اور ان کے اثرات سے محفوظ رکھے جن کے متعلق کہا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ یہ دنیا ذریعہ بنے اخروی زندگی کی نعما کا۔ اطمینان اس دنیا کی کسی خوشی سے ہمیں حاصل نہ ہو۔ اطمینان صرف اس وقت ہمیں حاصل ہو جو ہمارے پیارے رب کی آواز ہمارے کان میں پڑے کہ گھبراؤ نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں اور خدا تعالیٰ کے نشانات جو ظاہر ہوں دنیا میں ہم اسے دیکھنے والے سمجھنے کی طاقت رکھنے والے ہوں ان سے فائدہ اٹھانے والے ہوں اور خدا تعالیٰ اپنے پیار کے جلوے ہماری ذات میں بھی ہمیں دکھائے۔ ہمارے ماحول میں بھی ہمیں دکھائے اور وہ دن جلد آئے جب ساری دنیا خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہونے کی توفیق پائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۸؍اکتوبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۲ تا ۶)